بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ + عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
روزنامہ
الفضل
ربوہ
ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی
فون ۴۴۹
جلد ۳۸/۷۳ / پیر ۹ ربیع الاول ۱۴۰۵ھ - ۳ فتح ۱۳۶۳ ہش ۳ دسمبر ۱۹۸۴ء / ۲۷۵

اخبار احمدیہ

ربوہ ۳ فتح / دسمبر حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے بارے میں آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ طبیعت پہلے سے بہتر ہے

احباب خاص توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے حضرت سیدہ ممدوحہ کو صحتِ کاملہ و عاجلہ سے نوازے اور برکتوں سے معمور طویل زندگی عطا فرمائے آمین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

دعا کرنے والا کبھی تھک کر مایوس نہ ہو جائے

انسان کی ساری نامرادیاں اس کی اپنی جلد بازی کا نتیجہ ہوتی ہیں

" دعا بڑی عجیب چیز ہے مگر افسوس یہ ہے کہ نہ دعا کرنے والے آدابِ دعا سے واقف ہیں اور نہ اس زمانہ میں دعا کرنیوالے ان طریقوں سے واقف ہیں جو قبولیت دعا کے ہوتے ہیں بلکہ اصل تو یہ ہے کہ دعا کی حقیقت ہی سے بالکل اجنبیت ہو گئی ہے۔ بعض ایسے ہیں جو سرے سے دعا سے منکر ہیں اور جو دعا کے منکر تو نہیں مگر ان کی حالت ایسی ہو گئی ہے کہ چونکہ انکی دعائیں بوجہ آداب دعا سے ناواقفیت کے قبول نہیں ہوتی ہیں کیونکہ دعا اپنے اصل معنوں میں دعا ہوتی ہی نہیں۔ اس لئے وہ منکرین دعا سے بھی گری ہوئی حالت میں ہیں ان کی عملی حالت نے دوسروں کو دہریت کے قریب پہنچا دیا ہے دعا کیلئے سب سے اوّل اس امر کی ضرورت ہے کہ دعا کرنیوالا کبھی تھک کر مایوس نہ ہو جاوے اور اللہ تعالیٰ پر یہ سوءِ ظن نہ کر بیٹھے کہ اب کچھ نہیں ہوگا۔ بعض اوقات دیکھا گیا ہے کہ اس قدر دعا کی گئی کہ جب مقصد کا شگوفہ سرسبز ہونے کے قریب ہوتا ہے دعا کرنے والے تھک گئے ہیں جس کا نتیجہ ناکامی اور نامرادی ہو گیا ہے اور اس نامرادی نے یہاں تک بُرا اثر پہنچایا کہ دعا کی تاثیرات کا انکار شروع ہوا اور رفتہ رفتہ اس درجہ تک نوبت پہنچ جاتی ہے کہ پھر خدا کا بھی انکار کر بیٹھتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ اگر خدا ہوتا اور وہ دعاؤں کو قبول کرنے والا ہوتا تو اس قدر عرصہ دراز تک جو دعائیں کی گئیں کیوں قبول نہ ہوئیں؟ مگر ایسا خیال کرنے والا اور ٹھوکر کھانے والا انسان اگر اپنے عدم استقلال اور تلون کو سوچے تو اسے معلوم ہو جائے کہ ساری نامرادیاں اسکی اپنی ہی جلد بازی اور شتاب کاری کا نتیجہ ہیں جن پر خدا کی قوتوں اور طاقتوں کے متعلق بدظنی اور نامرادی کرنیوالی مایوسی بڑھ گئی۔ پس کبھی تھکنا نہیں چاہیئے

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۴۱۵-۴۲۰)

اعجاز کی بعض اقسام کی حقیقت بھی دراصل استجابت دعا ہی ہے

" اعجاز کی بعض اقسام کی حقیقت بھی دراصل استجابت دعا ہی ہے اور جسقدر ہزاروں معجزات انبیاء سے ظہور میں آئے ہیں یا جو کچھ کہ اولیاء ان دنوں تک عجائب کرامات دکھلاتے رہے اس کا اصل اور منبع یہی دعا ہے۔ اور اکثر دعاؤں کے اثر سے ہی طرح طرح کے خوارق قدرتِ قادر کا تماشا دکھلا رہے ہیں۔ وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یک دفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔ کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں جو کہ اس اُمّی بے کس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ بِعَدَدِ ھَمِّہٖ وَغَمِّہٖ وَحُزْنِہٖ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ وَاَنْزِلْ عَلَیْہِ اَنْوَارَ رَحْمَتِکَ اِلَی الْاَبَدِ۔ اور میں اپنے ذاتی تجربہ سے بھی دیکھ رہا ہوں کہ دعاؤں کی تاثیر آب و آتش کی تاثیر سے بڑھ کر ہے بلکہ اسباب طبیعہ کے سلسلہ میں کوئی چیز ایسی عظیم التاثیر نہیں جیسی کہ دعا ہے" (برکات الدعا صفحہ ۱۴-۱۵)

درخواستِ دعا

- محترمہ لیڈی ڈاکٹر فہمیدہ صاحبہ عرصہ ۵،۴ ماہ سے علیل ہیں۔ اور باوجود علالت کے کچھ مریضوں کو تو دیکھ لیتی ہیں لیکن ہسپتال کی پوری ڈیوٹی نہیں دے سکتیں۔ ڈاکٹر صاحبہ نے اس ہسپتال کے مریضوں کی بہت خدمت کی ہے اس لئے احبابِ جماعت سے انکی مکمل شفایابی کیلئے خصوصی دعا کی درخواست ہے۔

اس وقت فضل عمر ہسپتال میں لیڈی ڈاکٹرز کی تین آسامیاں موجود ہیں یعنی ایک زنانہ امراض کی سپیشلسٹ۔ ایک زنانہ امراض کی رجسٹرار اور ایک زنانہ امراض کی میڈیکل آفیسر لیکن کام کرنے والی صرف ایک ڈاکٹر فہمیدہ صاحبہ ہی ہیں اور وہ بھی بیمار ہو گئی ہیں۔ اس وجہ سے ہسپتال میں آنے والی زنانہ امراض کی مستورات کو بہت دقت کا سامنا ہے اس لئے احباب جماعت سے دعا کی یہ بھی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے ان مریضوں کی سہولت کی کوئی راہ کھول دے۔

(چیف میڈیکل آفیسر۔ فضل عمر ہسپتال۔ ربوہ)

- مکرم صوفی محمد شریف صاحب معلم وقف جدید کا بیٹا عزیز خلیل احمد کلیم بس کے حادثہ میں شدید زخمی ہو گیا ہے۔ ٹانگوں پر سخت چوٹیں آئی ہیں۔ احبابِ جماعت سے عزیز کی صحت کاملہ و عاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے صحت یاب فرمائے۔

(ناظم ارشاد وقف جدید۔ ربوہ)

- انڈونیشیا سے بذریعہ تار یہ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ مکرم مرزا محمد ادریس صاحب مربی انڈونیشیا بعارضہ قلب بیمار ہیں۔

احباب سلسلہ کے اس مخلص مربی کیلئے دعا کریں کہ اللہ انہیں شفاء کاملہ و عاجلہ عطا فرما دے۔

(وکالت تبشیر)

"بجٹ ایک آنہ فی روپیہ کے لحاظ سے ہو اور سارے کے سارے افراد ہر لحاظ سے خواہ دہند ہوں یا ناد ہند"

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی۔ شوریٰ ۳۵ء)

پبلشر: مسعود احمد، طابع: سید عبدالحق، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ، مقامِ اشاعت روزنامہ الفضل، دارالرحمت غربی ربوہ قیمت ۵۵ پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل ربوہ

۹ ربیع الاول ۱۴۰۵ھ
۹ فتح ۱۳۶۳ ہش

نافرمان اور سرکش قوموں کی سب سے بڑی نادانی

تاریخ مذاہب شاہد ہے کہ جملہ مامورین الٰہی کو بنیادی طور پر ایک ہی قسم کے حالات میں سے گزرنا پڑا اور اس طرح ہر نبی کی بعثت کے وقت تاریخ اپنے آپ کو دہراتی رہی۔ تمام نبیوں کی دعوت کو ابتدا میں قلیل التعداد سعید روحوں کے سوا ان کی قوموں کی اکثریت نے رد کیا، انہیں طرح طرح کی اذیتیں دیں اور ان کا تمسخر اڑایا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ۝

(یٰسٓ آیت ۳۱)

ترجمہ:۔ ہائے افسوس (انکار کی طرف مائل) بندوں پر کہ جب کبھی بھی ان کے پاس کوئی رسول آتا ہے۔ وہ اس کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنے لگ جاتے ہیں اور تمسخر کرنے لگتے ہیں۔

پھر ہمیشہ ہی یہ تمسخر ظلم کی صورت میں ڈھلتا رہا اور یہ زمین دعوۃ الی اللہ کو قبول کرنے والے سعید الفطرت انسانوں کے خونِ ناحق سے لالہ زار ہوتی رہی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ہر زمانہ کے منکرینِ حق کے اس طرزِ عمل کا یکجائی طور پر ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

قَالُوا مَا أَنتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَا أَنزَلَ الرَّحْمَٰنُ مِن شَيْءٍ إِنْ أَنتُمْ إِلَّا تَكْذِبُونَ ۝ قَالُوا رَبُّنَا يَعْلَمُ إِنَّا إِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُونَ ۝ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ۝ قَالُوا إِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۖ لَئِن لَّمْ تَنتَهُوا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُم مِّنَّا عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝

(یٰسٓ آیات ۱۶ تا ۱۹)

ترجمہ:۔ انہوں نے (یعنی منکرین نے انبیاء نے) کہا تم تو ہمارے جیسے آدمی ہو اور رحمٰن خدا نے کوئی چیز (بطور الہام کے) نہیں اتاری تم صرف جھوٹ بول رہے ہو۔ انہوں نے (یعنی رسولوں نے جواباً کہا) ہمارا رب اس بات کو جانتا ہے کہ ہم تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں اور ہمارا کام صرف یہ ہے کہ ہم کھلے طور پر اللہ کا پیغام پہنچا دیں اس پر کفار نے کہا ہم تو تمہارا اپنی طرف آنا منحوس خیال کرتے ہیں۔ اگر تم اپنی باتوں سے رکو گے نہیں تو ہم تم کو سنگسار کر دیں گے اور تم کو ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچے گا۔

منکرینِ حق کی طرف سے حق پرستوں کے خلاف ظلم کی یہ گرم بازاری خود انہیں مستحق عذاب بنانے کا موجب بنتی رہی اور ہر نبی کے زمانہ میں بالآخر وہ مرحلہ آتا رہا کہ جب دلائل اور نشانات کے ذریعہ اتمام حجت کے بعد ہر نبی ظلم کا بازار گرم کرنے والے منکرینِ حق کو مخاطب کر کے خبردار کرتا رہا۔

إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝

(الشعراء آیت ۱۳۶، الاحقاف آیت ۲۲)

ترجمہ:۔ میں تمہارے نزدیک ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

برخلاف اس کے تمام انبیاء کے منکرین اپنے زعم میں اس مغالطہ کا شکار ہوتے رہے کہ ان پر کبھی کوئی عذاب نہیں آئے گا اور وہ اپنے اپنے نبی کو مخاطب کر کے ایک ہی بات دہراتے رہے کہ ہم پر عذاب آ ہی نہیں سکتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اُن کی اس خود فریبی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

قَالُوا سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَوَعَظْتَ أَمْ لَمْ تَكُن مِّنَ الْوَاعِظِينَ ۝ إِنْ هَٰذَا إِلَّا خُلُقُ الْأَوَّلِينَ ۝ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ۝

(الشعراء آیات ۱۳۷ تا ۱۳۹)

ترجمہ:۔ انہوں نے (یعنی منکرین انبیاء نے اپنے اپنے نبی سے کہا) تیرا وعظ کرنا یا نہ کرنا ہمارے لئے برابر ہے (کیونکہ جو باتیں ہم کرتے ہیں) وہ تو پہلے زمانہ کے لوگوں سے رائج ہیں۔ اور ہم پر کبھی عذاب نہیں آئے گا۔

یہ مغالطہ — کہ ہم پر کبھی عذاب نہیں آئے گا — ہر نبی کے مخالفوں کو اس حد تک بے خوف اور بے باک کرتا رہا کہ وہ اس نبی سے مطالبہ کرتے رہے کہ کہاں ہے وہ عذاب جس سے تو ہمیں ڈراتا ہے۔ اگر تو سچا ہے تو اس عذاب کو ذرا لا کر تو دکھا۔ ان کی ظالمانہ روش خود عذاب کو دعوت دے رہی ہوتی تھی۔ اس کے باوجود وہ اس مغالطہ کا شکار ہوتے تھے کہ ان پر عذاب آ ہی نہیں سکتا۔ جب بھی ان قوموں کو ان کے نبیوں نے آنے والے عذاب سے ڈرایا تو ایسی تمام قومیں یہی کہتی رہیں کہ ہم پر عذاب آئے، یہ کبھی ہو ہی نہیں سکتا۔ اور وہ یہی مطالبہ کرتی رہیں کہ اگر تم سچے ہو تو عذاب کو لا کر دکھاؤ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مختلف انبیاء کے واقعات بیان کرتے ہوئے ان کے اس مطالبہ کا بار بار ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کے اس مطالبہ کا ان الفاظ میں ذکر فرماتا ہے:۔

فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝

(ھود آیت ۳۳، الاعراف آیات ۷۱، ۷۸، العنکبوت آیت ۳۰)

ترجمہ:۔ اگر تو راستبازوں میں سے ہے تو جس عذاب سے تو ہمیں ڈراتا ہے اسے ہم پر لے آ۔

ان سب قوموں کو اپنی سرکشی، ظلم و تعدی اور حد درجہ بے خوفی و بیباکی کا خمیازہ بھگتنا پڑا اور وہ عذاب جس کے بارہ میں وہ سمجھتے تھے کہ کبھی نہیں آئے گا ان کی توقعات اور دعووں کے برخلاف آ کر رہا اور پھر وہ عذاب ہوتا بھی اتنا ہولناک اور عبرتناک تھا کہ بعض قوموں کی تو جڑ ہی کاٹ کر رکھ دی گئی۔ اور صفحۂ ہستی سے ان کا نام و نشان تک مٹ گیا۔ چنانچہ ایسی قوموں کے عبرتناک انجام کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا ۚ

(الانعام آیت ۴۶)

ترجمہ:۔ پس جنہوں نے ظلم کیا تھا ان کی جڑ کاٹ دی گئی۔

الغرض بعثتِ مامورین کے ضمن میں سنت اللہ کے مطابق تاریخ اپنے آپ کو دہراتی رہی۔ تمام مامورین الٰہی کو قریب قریب ایک ہی قسم کے واقعات پیش آئے اور ظلم کی راہ اختیار کرنے والے منکرین کو یکساں قسم کے انجام سے دوچار ہونا پڑا۔

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ اخبار الفضل
- خود خرید کر پڑھے -

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آسمانی رشتوں کی فتح

(قسط سوم)

دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے دلنشیں انداز

(مکرم عبدالسمیع خان - جامعہ احمدیہ ربوہ)

بیٹے کا رشتہ

بچے چمنستان زیست کے خوش رنگ پھول ہوتے ہیں۔ اور انہی کے دم سے عالم رنگ و بُو میں رونق ہے اولاد کی خواہش ہر ماں باپ کو ہوتی ہے اور ماں باپ اولاد کے لیے کیا کیا دکھ نہیں اٹھاتے خصوصاً بیٹے کی صورت میں تو انسان روشن اور سہانے مستقبل کے خواب دیکھتا ہے۔ اولاد کی خاطر انسان بہت کچھ کر گزرتا ہے۔ یہ اولاد ہی ہے جو انسان کو ناجائز ذریعۂ معاش اختیار کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ اس کی خاطر بڑے بڑے بہادر بزدلی دکھانے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اسی لیے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ

(انفال - ۲۹)

اور یاد رکھو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولادیں صرف ایک فتنہ ہیں اور اللہ وہ ذات ہے جس کے پاس بڑا اجر ہے۔

اس فتنہ کی تشریح کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اِنَّكُمْ لَتُبَخِّلُوْنَ وَتُجَبِّنُوْنَ وَتُجَهِّلُوْنَ -

اے بیٹو! تم انسان کو بخل اور بزدلی اور جہالت اختیار کرنے پر مجبور کر دیتے ہو۔

(ترمذی - ابواب البر والصلہ)

حضرت ابراہیمؑ کی عظیم الشان مثال

لیکن اہل اللہ کس طرح اس فتنے سے سرخرو ہو کر نکلتے ہیں اس کی سب سے روشن اور تابناک مثال شاید حضرت ابراہیمؑ اور ان کی بیوی حضرت ہاجرہ کی ہے۔ جنہوں نے محض رضائے الٰہی کی خاطر بیٹے کو جیتے جی موت کے منہ میں پھینک دیا۔ یہ بھی درست ہے کہ حضرت ابراہیمؑ اپنے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کی گردن پر چھری چلانے کے لیے تیار ہو گئے تھے۔ مگر ایک بے آب و گیاہ وادی میں تو گویا ہر لمحہ موت اپنے مہیب پنجے ان پر پھیلا رہی تھی۔ قرآن کریم نے یہ واقعہ ابد الآباد تک کے انسانوں کی راہنمائی کے لیے محفوظ کر دیا ہے

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم توحید کی بے پناہ غیرت رکھتے تھے اور اس معاملہ میں قطعاً کسی قسم کی رعایت کسی بھی فرد سے روا رکھنے کے لیے تیار نہ تھے۔ خواہ وہ آپؐ کی عزیز ترین اولاد ہو۔

جب آپؐ کے صاحبزادے ابراہیم فوت ہوئے جو آپؐ کی آخری عمر کی اولاد تھے اور بڑی امیدوں کے بعد اور بہت دیر کے بعد پیدا ہوئے تھے تو طبعی طور پر صحابہؓ کو سخت صدمہ ہوا اس خیال سے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ہی بیٹا تھا اور وہ بھی فوت ہو گیا۔ اتفاقاً اسی دن سورج کو گرہن لگ گیا۔ اور صحابہؓ نے کہنا شروع کر دیا ابراہیم کی وجہ سے سورج کو گرہن لگا ہے۔ یہ تصور کئی غلط نتائج کو جنم دے سکتا تھا۔ اور آنحضورؐ اس پر خاموش نہ رہ سکتے تھے چنانچہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا پتہ لگا تو آپؐ باہر تشریف لائے اور فرمایا "خدا کے بندے بندے ہی ہوا کرتے ہیں خدا نہیں ہوتے۔ سورج اور چاند گرہن تو خدا تعالیٰ کی آیتوں میں سے ایک آیت ہیں ان کا کسی بندے کی موت سے کوئی تعلق نہیں۔

حضرت ابوبکرؓ کا اپنے بیٹے کو جواب

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف فرما تھے۔ ان کے بیٹے عبدالرحمٰن بھی موجود تھے انہوں نے بعد میں بیعت کی تھی۔ پہلے کچھ مدت تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ کرتے رہے تھے۔ اور بدر یا اُحد کی جنگ میں کفار کی طرف سے لڑتے تھے۔ دورانِ گفتگو وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے ابا جان اس جنگ میں جب فلاں جگہ سے آپ گزرے تھے۔ تو میں ایک پتھر کے پیچھے چھپ کر کھڑا ہوا تھا۔ اور میں اگر چاہتا تو آپ کو مار دیتا۔ کیونکہ اس وقت میری تلوار آپ تک پہنچ سکتی تھی۔ مگر میں نے اپنے ہاتھ کو روک لیا۔ اور کہا اپنے باپ کو کیوں ماروں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ خدا کی قسم اگر میری نظر تجھ پر پڑ جاتی۔ تو میں تجھے ضرور مار ڈالتا ؎

یہ سچے عشق کی باتیں ہیں خوش بختی کی معراج ہے یہ
وہ لطف مجسم جب بھی کہے جانوں کے بھی اب نذرانے دو

ایک بار آنحضرت صلی اللہ وسلم نے اپنے صحابہؓ کو صدقہ و خیرات کی تلقین کرنے کے بعد استفسار فرمایا کہ کیا آج تم میں سے کسی نے مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ سن کر اٹھے اور گھر پہنچے۔ ان کے بیٹے عبدالرحمٰن کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا۔ حضرت ابوبکر نے بیٹے کے ہاتھ سے وہ روٹی کا ٹکڑا لے لیا اور گھر سے نکل کر دیکھا ایک سائل ملا تو وہ ٹکڑا اسے دے دیا۔

(سنن ابی داؤد۔ کتاب الزکوٰۃ۔ باب المسئلۃ فی المسجد)

رسولؐ خدا کے مہمانوں کی ضیافت

رسولؐ اللہ کے مہمانوں کی تکریم اور ضیافت کا حق تو حضرت ابوطلحہؓ نے ادا کیا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک غریب مفلوک الحال شخص آیا۔ اور عرض کی کہ میں فاقہ سے ہوں۔ حضور نے اپنے گھر پیغام بھیجا کہ کھانے کو کچھ ہو تو دیا جائے وہ زمانہ سخت تنگی اور قحط کا تھا سب بیویوں کی طرف سے جواب آیا کہ گھر میں صرف پانی ہے اور کھانے کو کچھ نہیں تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کے درمیان اعلان فرمایا کہ کوئی ہے جو آج رات اس شخص کی مہمان نوازی کرے اور خدا تعالیٰ کی رحمت سے حصہ پائے۔

حضرت ابوطلحہؓ انصاری کھڑے ہوئے اور عرض کی اے خدا کے رسولؐ! میں اس مہمان کی ضیافت کے لیے تیار ہوں۔ چنانچہ وہ اس مہمان کو اپنے گھر لے گئے اور اپنی بیوی حضرت اُم سلیم سے کہا۔ یہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا مہمان ہے اس لیے اس کی خدمت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھنا۔ اور اس کا پورا پورا اکرام کرنا انہوں نے کہا خدا کی قسم آج تو صرف بچوں کے لیے کچھ کھانا ہے ہمارے اپنے کھانے کو بھی کچھ نہیں۔ حضرت ابوطلحہؓ نے کہا کوئی بات نہیں آج بچوں کو بھوکا رکھ لیں گے جب وہ کھانا مانگیں تو انہیں بہلا پھسلا کر سُلا دینا۔ اور مہمان کے لیے کھانا تیار کرو۔ اور جب ہم کھانے بیٹھیں تو حکمت عملی سے دیا بجھا دینا تاکہ خدا کے رسولؐ کا مہمان سیر ہو کر کھا سکے ہم بھوکے گزارہ کر لیں گے۔ مگر مہمان کا ساتھ دینے کے لیے ہم ساتھ ساتھ خالی منہ ہلاتے رہیں گے۔

پردہ کے حکم سے پہلے عربوں میں اہل خانہ مہمان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے۔ چنانچہ میاں بیوی مہمان کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھ گئے لیکن کھانا ایک آدمی کا تھا اس لیے اُم سلیمؓ نے کھانا مہمان کے آگے رکھ دیا اور خود دیا بجھانے کے لیے اٹھیں اور اسے بجھا دیا۔ پھر دونوں میاں بیوی مہمان کے ساتھ خالی منہ ہلا ہلا کر یہ ظاہر کرتے رہے کہ کھانا کھا رہے ہیں لیکن خود بھوکے رہے اور مہمان کو خدا اور اس کے رسولؐ کی خاطر پیٹ بھر کر کھانا کھلایا۔

ایثار و قربانی اور اخلاص و فدائیت کے اس عظیم الشان نمونہ کو دیکھ کر عرش کا خدا بھی اتنا خوش ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی خبر کر دی۔ صبح ہوئی اور ابوطلحہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے فرمایا آج رات عرش کا خدا تم دونوں میاں بیوی کے اس نمونہ کو دیکھ کر خوش ہو رہا تھا۔

(مسلم کتاب الاشربہ۔ باب اکرام الضیف)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو اپنی محبت پر ترجیح دینے کا کیسا پیارا انداز ہے۔

حضرت عمرؓ اور حبِّ رسولؐ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں لوگوں کے لیے وظیفے مقرر فرمائے تو لوگوں نے کہا کہ "رجسٹر میں پہلے اپنا نام درج فرمائیں" بولے "نہیں اپنے آپ کو وہیں رکھوں گا، جہاں مجھ کو خدا نے رکھا ہے" چنانچہ قرابت داران رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پہلے لکھوائے۔ اور اپنے بیٹے عبداللہ بن عمرؓ کا وظیفہ حضرت اسامہ بن زیدؓ سے کم مقرر فرمایا تو انہوں نے کہا کہ وہ مجھ سے کسی چیز میں آگے نہیں رہے" بولے ان کے باپ تمہارے باپ کی نسبت اور اسامہ تمہاری نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب تھے۔ اس لیے وظیفے میں بھی ان کا حق زیادہ رکھا گیا ہے۔

(فتوح البلدان صفحہ ۴۶۲)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ عدل و انصاف

کے معاملہ میں اور حدود اللہ نافذ کرنے کے سلسلہ میں کسی کی رو رعایت نہ رکھتے۔

ان کے بیٹے ابو شحمہ نے جب شراب پی تو خود اپنے ہاتھ سے ان کو اسّی کوڑے مارے۔ (الفاروق حصہ اول صفحہ ۲۵۳)

جنگِ قادسیہ کا ایک واقعہ

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں عراق میں قادسیہ کے مقام پر جنگ جاری تھی تو کسریٰ میدانِ جنگ میں ہاتھی لایا اونٹ ہاتھی سے ڈرتا ہے اس لیے وہ انہیں دیکھ کر بھاگ گئے تھے حضرت عمرؓ کی فوج کو اس طرح بہت نقصان ہوا اور بہت سے مجاہدین شہید ہو گئے آخر ایک دن ان مجاہدین نے فیصلہ کیا کہ خواہ کچھ ہو آج میدان سے ہٹیں گے نہیں جب تک دشمن کو شکست نہ دے لیں۔ حضرت خنساءؓ اپنے چاروں بیٹوں کو لے کر میدان جنگ میں آئیں اور ان کو مخاطب کر کے کہنے لگیں کہ پیارے بیٹو! تمہارے باپ نے اپنی زندگی میں ساری جائیداد تباہ کر دی تھی۔ اور مجھے مجبور کیا کہ میں اپنے بھائی سے کہوں کہ وہ مجھے حصہ دے چنانچہ میں اس کے پاس گئی اس نے میرا بڑا اعزاز کیا میری دعوت کی اور پھر اپنی جائیداد میں سے آدھی مجھے بانٹ دی میں وہ لے کر چلی گئی۔ تو تمہارے باپ سے میں نے کہا کہ اب تو آرام سے گزارا کرو۔ مگر اس نے پھر اسے بھی برباد کر دیا اور پھر مجبور کر کے میرے بھائی کے پاس بھیجا پھر میں اس کے پاس گئی اس نے پھر میرا اعزاز و احترام کیا اور پھر بقیہ میں سے آدھی جائیداد مجھے دے دی مگر وہ بھی تمہارے باپ نے برباد کر دی اور پھر مجھے مجبور کیا کہ اپنے بھائی سے جا کر حصہ لوں۔ چنانچہ میں پھر بھائی کے پاس گئی اور اس نے پھر بقیہ جائیداد بانٹ دی مگر وہ بھی تمہارے باپ نے برباد کر دی اور جب تمہارا باپ مرا تو اس نے کوئی جائیداد نہ چھوڑی میں اس وقت جوان تھی تمہارے باپ کی کوئی جائیداد نہ تھی۔ پھر اپنی زندگی میں اس نے میرے ساتھ کوئی حسن سلوک نہ کیا تھا اور اگر عرب کے رسم و رواج کے مطابق میں بدکار ہو جاتی تو کوئی اعتراض کی بات نہ تھی۔ مگر میں نے تمام عمر نیکی سے گزاری اب کل فیصلہ کن جنگ ہونے والی ہے۔ میرے تم پر بہت سے حقوق ہیں کل حق و باطل میں مقابلہ ہوگا اگر تم فتح حاصل کیے بغیر واپس آئے تو میں خدا تعالیٰ کے حضور کہوں گی کہ میں ان کو اپنا کوئی حق نہیں بخشتی اس طرح اس نے اپنے چاروں بیٹوں کو جنگ میں تیار کر کے بھیج دیا اور پھر گھبرا کر خود جنگل میں چلی گئی اور وہاں تنہائی میں سجدہ میں گر کر اور رو رو کر اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگنے لگی اور دعا یہ کی کہ اے میرے خدا میں نے اپنے چاروں بیٹوں کو دین کی خاطر مرنے کے لیے بھیجا دیا ہے لیکن تجھ میں یہ طاقت ہے کہ ان کو زندہ واپس لے آئے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایسا فضل کیا کہ اس لشکر کو فتح بھی ہو گئی اور چاروں بیٹے بھی زندہ واپس آ گئے۔

(اسد الغابہ جلد ۵ صفحہ ۴۴۲)

حضرت علیؓ امانت و دیانت کے پیکر تھے اور اس معاملہ میں پدری جذبات کی ذرہ برابر پرواہ نہ کرتے تھے۔ ایک دفعہ نارنگیاں آئیں۔ امام حسین اور امام حسن رضی اللہ عنہما نے ایک نارنگی اٹھا لی۔ حضرت علیؓ نے دیکھا تو چھین کر فوراً لوگوں میں تقسیم کر دی۔

(خلفائے راشدین صفحہ ۲۵۵)

حضرت اسماءؓ کی اپنے بیٹے کو نصیحت

عظیم خاتون حضرت اسماءؓ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی اور حضرت زبیر بن العوامؓ کی بیوی تھیں انہوں نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن زبیر کو راہ حق میں شہادت کا ایسا سبق دیا جو ہمیشہ اہلِ یقین کا ہو گرماتا رہے گا۔

عبدالملک بن مروان کے زمانہ میں ۷۲ھ میں حجاج بن یوسف نے حضرت عبداللہ بن زبیر کے مٹھی بھر ساتھیوں کو ختم کرنے کے لیے مکہ کا محاصرہ کیا اور جبل ابو قبیس پر منجنیق نصب کر کے حرم پر سنگباری کی۔ جب حضرت عبداللہ بن زبیر نے دیکھا کہ ان کی وجہ سے خانہ کعبہ کو نقصان پہنچ رہا ہے تو انہوں نے باہر نکل کر لڑنے کا فیصلہ کیا۔ اپنی والدہ کے پاس آئے اور ارادہ سے مطلع کیا۔ حضرت اسماءؓ نے فرمایا۔ بیٹا! میں اس وقت سے پہلے مرنا نہیں چاہتی جب تک ان دو خبروں میں سے ایک نہ سن لوں۔ یا تو تم شہید ہو جائے اور میں اسے اپنی عاقبت کی سعادت سمجھوں۔ یا تو غازی بن کر لوٹے اور میری آنکھ ٹھنڈی ہو

آخری معرکہ کے دن حضرت اسماءؓ اپنے بیٹے کے پاس آئیں اور فرمایا بیٹا! موت کے ڈر سے کوئی ایسی بات قبول نہ کرنا جس سے ذلت اٹھانی پڑے۔ بخدا عزت کی تلوار ذلت کے کوڑے کی مار سے بہتر ہے۔"

اس وقت حضرت اسماءؓ کی بینائی ختم ہو چکی تھی۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر کے جسم پر ہاتھ پھیرا۔ انہوں نے زرہ پہن رکھی تھی۔ زرہ پر ہاتھ لگا تو فرمایا بیٹا! جب راہِ حق میں جان دینی ہو تو پھر زرہ کی کیا ضرورت ہے"

ابن زبیر نے زرہ اتار دی اور بتایا اماں! دشمن کا ارادہ ہے کہ میرے مرنے کے بعد میری کھال الٹی کھینچیں جواب دیا جب بکرا ذبح ہوتا ہے تو اسے کیا پرواہ کہ اس کی کھال سیدھی کھینچتے ہیں یا الٹی۔

جب حضرت عبداللہ بن زبیر شہید ہو گئے تو حجاج نے ان کی نعش سولی پر لٹکا دی حضرت اسماءؓ آئیں تو کوئی ہاتھ پکڑ کر نعش کے قریب لایا۔ حضرت اسماءؓ نے فرمایا۔ کیا ابھی تک وقت نہیں آیا کہ یہ شہسوار گھوڑے سے اترے یہ سن کر حجاج کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ مگر اہل حق کو اس کی کیا پرواہ ہو سکتی تھی۔ جو اپنے بیٹے کو سچائی کی خاطر قربان کر سکتی ہے اس کا سر کون جھکا سکتا ہے۔

راضی ہیں ہم اسی میں.....

مُردوں پر نوحہ کرنا، بال نوچنا، کپڑے پھاڑ ڈالنا مدتوں مرثیہ خوانی کرنا عربوں کا قومی شعار تھا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت کے فیض نے صحابہ کرام کو صبر و ثبات کا خوگر بنا دیا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی بیٹے آپؐ کی زندگی میں فوت ہوئے۔ مگر رضا الٰہی پر رضامندی کے سوا اور کوئی کلمہ آپؐ کی زبان مبارک سے نہ نکلا۔ اپنے بیٹے ابراہیم کی وفات پر فرمایا۔

ہمارے دل مغموم ہیں اور آنکھیں نمناک مگر ہم اپنے رب کی رضا پر راضی ہیں۔ اسی تربیت کا اثر تھا کہ جب حضرت ابو طلحہؓ انصاری کا بیٹا بیمار ہوا اور وہ صبح کے وقت اس کو بیمار چھوڑ کر کسی کام سے باہر چلے گئے اسی دوران ان کا وہ بیٹا مالک حقیقی سے جا ملا ان کی بیوی نے لوگوں سے کہہ دیا کہ ابو طلحہؓ کو اس کی خبر نہ کرنا۔ وہ شام کو واپس آئے تو بیوی سے پوچھا بچہ کیسا ہے؟ انہوں نے جواب دیا پہلے سے زیادہ سکون کی حالت ہے یہ کہہ کر کھانا سامنے لائیں۔ ابو طلحہؓ نے کھانا کھایا۔ اس کے بعد وہ جرأت مند صحابیہؓ نے رات گزاری۔ صبح ہوئی تو خاوند سے پوچھا اگر کوئی کسی کو عاریۃً کوئی چیز دے اور پھر اس کا مطالبہ کرے تو کیا انکار کرنے کا حق حاصل ہے؟ بولے "نہیں" تو فرمایا اپنے بیٹے کی وفات پر صبر کرو۔

(مسلم کتاب الادب)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے صاحبزادے واقد کا انتقال ہوا تو انہوں نے تجہیز و تکفین کے بعد بدوؤں کو بلایا اور ان میں دودھ کروائی۔ اس پر حضرت نافع نے کہا۔ ابھی آپ واقد کو دفن کر کے آئے ہیں اور ابھی دودھ کا مقابلہ کروا رہے ہیں۔ فرمایا "اے نافع جب مشیتِ ایزدی اپنا کام کر چکی ہے تو اس کے نتائج کو ہنسی خوشی قبول کرنا چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا۔ (سبا۔ ۳۸)

کہ تمہارے اموال اور تمہاری اولادیں ایسی چیز نہیں ہیں کہ تم کو ہمارا مقرب بنا دیں۔ ہاں جو ایمان لاتا ہے اور اس کے مناسب حال عمل کرتا ہے وہی ہمارا مقرب ہوتا ہے۔

حقوق اللہ اور حقوق العباد کی حفاظت

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے مدینہ میں صالح بن کیسان کی اتالیقی میں تعلیم و تربیت پائی اور صالح بن کیسان نے جس دیانت کے ساتھ ان کی مذہبی اور اخلاقی نگرانی کی۔ اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ایک بار انہوں نے نماز میں تاخیر کی، اور صالح بن کیسان نے اس کی وجہ پوچھی تو کہا کہ "بال سنوارنے میں دیر ہو گئی" تو بولے کہ "اب بالوں کی آرائش کو نماز پر ترجیح دیتے ہو؟" چنانچہ ان کے والد عبدالعزیز کو اس واقعہ کی خبر کی انہوں نے فوراً ایک آدمی روانہ کیا جس نے آ کر پہلے ان کے بال منڈوائے، اس کے بعد بات چیت کی۔ صالح بن کیسان کی اسی خوبی کی بناء پر حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ان کو اپنی اولاد کا اتالیق مقرر کیا۔

(سیرت حضرت عمر بن عبدالعزیز صفحہ ۲۲)

ایک بار حضرت عمر بن عبدالعزیز سرکاری سیب تقسیم فرما رہے تھے، ان کا ایک کم سن بچہ آیا اور ایک سیب اٹھا کر کھانے لگا۔ انہوں نے سیب کو اس کے ہاتھ سے نہایت سختی کے ساتھ چھین لیا بچہ روتا ہوا ماں کے پاس آیا۔ اس نے بازار سے سیب منگا کر اس کو دے دیا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز گھر پر آئے تو سیب کی خوشبو سونگھ کر بولے کہ کہیں سرکاری سیب تو گھر میں نہیں آئے ان کی بی بی نے واقعہ بیان کیا۔ بولے کہ میں نے سیب اپنے بچے سے چھینا تو گویا اپنے دل سے چھینا لیکن مجھے یہ پسند نہ آیا کہ خدا کے سامنے حقداروں کے سیب کے لیے اپنے آپ کو برباد کروں۔

آپ کی اولاد میں اگر کوئی بیش قیمت چیز کا استعمال کرتا تو اس کو بھی منع کرتے۔ ایک بار ان کے صاحبزادے نے انگوٹھی بنوائی اور اس کے لیے ہزار درہم کا نگینہ خریدا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کو معلوم ہوا تو لکھا کہ اس انگوٹھی کو فروخت کر ڈالو اور اس رقم سے ہزار بھوکوں کا پیٹ بھرو اور ایک لوہے کی انگوٹھی خرید کر اس پر یہ عبارت کندہ کرا لو۔ خدا اس شخص پر رحم کرے جس نے اپنی قدر پہچانی۔

دینی احکام کا احترام:۔

حضرت امام احمد بن حنبل کے ایک چچا اور

(باقی صفحہ ۵ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آئینہ خانہ

مکرم صالح احمد صوفی صاحب

دنیا کی ظلمتوں کو روشن کرنے والے تاریکیوں کو اجالوں میں بدلنے والے پیاسوں کی پیاس بجھانے والے، بھٹکی ہوئی روحوں کو سیدھی راہ دکھانے والے اس دنیا میں لاکھوں کی تعداد میں آتے رہے اور صبر و تحمل ثبات قدم اور غیر متزلزل ایمان کا مظاہرہ کرتے رہے اور دنیاداروں کے ہاتھوں دکھ اٹھاتے رہے۔ اس لئے کہ ناشکرے دنیاداروں کا ہمیشہ سے یہ طریق رہا ہے کہ وہ اپنے سچے محسن اور اپنے مخلص بہی خواہ کے ساتھ ضرور بدسلوکی کیا کرتے ہیں۔ انبیاء اور رسولوں سے بڑھ کر ان کا خیر خواہ اور کون ہو سکتا ہے کوئی تو آرے سے چیرا گیا کسی کو پتھروں سے مار مار کر زخمی کیا گیا۔ کسی کو زندہ جلانے کے لئے آگ میں ڈالا گیا۔ کسی کو صلیب دینے کی کوشش کی گئی اور کسی کو جلاوطن کیا گیا۔ اسی لئے خدا تعالےٰ نے فرمایا۔

یٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ
مَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ رَّسُولٍ
إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ

یعنی افسوس ہے بندوں پر
جو بھی رسول ان کے پاس آیا
ان لوگوں نے ان کے ساتھ
تمسخر کیا۔

مخالفت و ظلم جور و جفا کے سامنے سینہ سپر ہونے والے ابدی صداقتوں کو پانے والے یہ جانتے تھے کہ

؎ زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کے واسطے

یہ لوگ امتحان و سزا ظلم و ستم فقر و فاقہ ذلت و رسوائی کو خدا کی خاطر جان بوجھ کر اپنے اوپر وارد کر لیتے تھے۔ ان کو معلوم تھا کہ ان کا خدا وہ خدا ہے جو غالب و قادر ہے جو اس کا ہو جاتا ہے وہ اس کا ہو جاتا ہے۔ جس کو پا کر دنیا کا ہر غم راحت میں ہر ظلم سکون میں ہر درد سرور میں بدل جاتا ہے۔ وہ لوگ اس ذات کے لئے فنا ہو جاتے رہے اور اس طرح منادی کرتے رہے۔

؎ دے چکے دل اب تنِ خاکی رہا
ہے یہی خواہش کہ ہو وہ بھی فدا

ان ہستیوں نے خدا تعالےٰ سے اپنے پیار و محبت کا اظہار جس طرح کیا اس کو دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

وجہ تخلیق کائنات فخر موجودات سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:۔

"دنیا میں جتنے نبی آئے سب ستائے گئے لیکن میں سب سے بڑھ کر ستایا گیا ہوں۔"

جب شہنشاہ دو عالم نے اہل مکہ کو توحید کی تعلیم دی تو آپؐ کو بھی طرح طرح کے ظلم و ستم کا نشانہ بنایا گیا۔ ایک دفعہ آپؐ عبادت کر رہے تھے کہ ظالم لوگوں نے آپؐ کے گلے میں پٹکا ڈال کر کھینچنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ آپؐ کی آنکھیں باہر نکل آئیں۔ اتنے میں حضرت ابو بکرؓ وہاں آ گئے اور انہوں نے آپؐ کو یہ کہتے ہوئے چھڑایا کہ اے لوگو! کیا تم ایک آدمی کو صرف اس جرم میں قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے اللہ میرا رب ہے۔

ایک دفعہ آپؐ نماز پڑھ رہے تھے کہ آپؐ کی پیٹھ پر اونٹ کی اوجھڑی لا کر رکھ دی گئی اور اس کے بوجھ سے اس وقت تک آپؐ سر نہ اٹھا سکے جب تک کہ بعض لوگوں نے پہنچ کر اس اوجھڑی کو آپؐ کی پشت مبارک سے ہٹایا نہیں۔

آپؐ کے گھر میں ارد گرد کے گھروں سے متواتر پتھر پھینکے جاتے تھے۔ جن میں بکروں اور اونٹوں کی انتڑیاں بھی شامل ہوتی تھیں۔

میدان طائف آج بھی اس بات کا گواہ ہے جہاں پر آپؐ سر سے پاؤں تک خون میں نہا گئے۔ پہاڑ کے فرشتے آ کر حاضری دیتے ہیں اور عرض کرتے ہیں اگر اذن ہو تو اس قوم کو دونوں پہاڑوں کے درمیان پیس کر رکھ دیا جائے۔ لیکن آپؐ نے اجازت نہ دی۔ یہ کیونکر ممکن تھا؟ آپؐ تو سب سے بڑھ کر بنی نوع انسان کے خیر خواہ تھے لیکن دنیا نے وہی کیا جو اس کا دستور تھا۔

حضرت عثمان بن مظعونؓ ابھی چھوٹے ہی تھے کہ ایمان لے آئے۔ ان پر بھی ظلم ہونے لگے تو ہجرت کا ارادہ کیا۔ رستہ میں ان کے باپ کے ایک رئیس دوست نے جب ان کا حال پوچھا تو انہیں اپنی پناہ میں لے کر واپس مکہ میں لے آئے اور آرام سے زندگی بسر کرنے لگے۔ ایک دن عثمان بازار سے گذر رہے تھے کہ انہوں نے بعض غلام صحابہؓ کو دیکھا کہ ان کے پاؤں میں رسیاں باندھی ہوئی ہیں لڑکے انہیں پتھروں پر گھسیٹ رہے ہیں۔ انہیں مارتے جا رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ لات اور عزیٰ بھی اپنے اندر خدائی صفات رکھتے ہیں اور محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) نعوذ باللہ جھوٹے ہیں۔ مگر وہ اس کے جواب میں توحید اور آنحضرتؐ کی رسالت کا اقرار کرتے۔ حضرت عثمانؓ نے جب ان کی یہ قربانی دیکھی تو اسی وقت واپس لوٹے اور اس رئیس سے جا کر کہنے لگے کہ اپنی پناہ واپس لے لو۔ اس نے پوچھا کیوں؟ اگر پناہ واپس لے لی تو تم سخت تکلیف اٹھاؤ گے۔ وہ کہنے لگے ہاں یہ مجھے معلوم ہے مگر میں نے آج اپنے بھائیوں کو اس طرح مظالم کا شکار دیکھا ہے کہ اب میری غیرت اس امر کو برداشت نہیں کر سکتی کہ میں تمہاری پناہ میں رہوں۔ چنانچہ رئیس نے خانہ کعبہ میں اعلان کر دیا کہ عثمانؓ سے میں نے اپنی پناہ واپس لے لی ہے۔ کچھ دنوں بعد حج کا موسم آیا۔ دستور کے مطابق عرب کے مشہور شاعر لبید جو کہ بعد میں ایمان لے آئے تھے اپنا قصیدہ سنا رہے تھے جب انہوں نے ایک مصرعہ پڑھا۔

الا کل شیءٍ ما خلا اللہ باطل
یعنی سنو خدا تعالےٰ کے سوا دنیا کی
سب چیزیں فانی ہیں۔

اس پر عثمانؓ بن مظعون کہنے لگے واہ واہ کیا اچھا مصرعہ کہا ہے تم بالکل ٹھیک کہتے ہو۔ لبید یہ سنتے ہی بگڑ گئے کہ ایک چھوٹا لڑکا ان کے شعر کی تعریف کر رہا ہے جبکہ بڑے بڑے لوگوں کو کرنی چاہیئے تھی چنانچہ سب نے انہیں ڈانٹنا شروع کر دیا اور خاموش رہنے کو کہا۔ وہ خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد لبید نے اگلا مصرعہ پڑھا

وکل نعیم لا محالۃ زائل
یعنی ہر نعمت یقیناً زائل ہونے
والی ہے۔

اب عثمان بن مظعونؓ بول پڑے کہ یہ جھوٹ ہے۔ جنت ہمیشہ قائم رہے گی۔ اس پر مجلس میں بیٹھے سب لوگ ناراض ہوئے اور مارنا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ حضرت عثمانؓ لہو لہان ہو گئے۔ اسی دوران ایک شخص نے اتنی زور سے گھونسا مارا کہ ایک آنکھ کا ڈیلا باہر نکل آیا۔ جس رئیس کی پناہ میں یہ تھے اس نے کہا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ تم میری پناہ سے نہ نکلو۔ حضرت عثمان بن مظعونؓ نے جواب دیا کہ چچا! تم اس آنکھ کا ذکر کرتے ہو میری اس راہ میں دوسری آنکھ بھی نکلنے کے لئے تیار ہے۔

لیکن سوال یہ ہے کہ اللہ جل شانہ اپنے پاک بندوں اور خالص بندوں کو ایسی تکلیف اور مصیبت میں کیوں ڈال دیتا ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ جس قدر متقی اور پرہیزگار ہوتا وہ اسی قدر مقبول خلائق ہوتا۔ سب لوگ اس کی قدر و عزت کرتے اور ہر طرح کے آرام اور عافیت سے اس کی زندگی بسر ہوتی تا سب کی آنکھوں میں نیکی کی عمدگی ظاہر ہوتی۔ ہر شخص کھلم کھلا دیکھ لیتا کہ خدا سے ڈرنے والے دونوں عالم میں خوش اور باعزت رہتے ہیں۔

لیکن سب کو معلوم ہے کہ یہ جہان دارالامتحان ہے۔ اس عالم میں سب باتیں کھول کر دکھائی نہیں جاتیں سب چیزوں کی اصل حقیقت کے ظاہر ہونے کا عالم دوسرا ہے۔ یہاں کا کڑوا اس عالم میں میٹھا ہوگا اور یہاں کا میٹھا وہاں کڑوا ہو کر ظاہر ہوگا۔ یہاں سب چیزوں پر ایک قسم کا پردہ ہے مالک نے بہشت کے اوپر رنج و مصیبت کا پردہ ڈال رکھا ہے اور دوزخ کے اوپر خوشی اور مسرتوں کا غلاف چڑھا دیا ہے۔ مبارک ہیں وہ آنکھیں جو اسی عالم میں اس قدر تیز ہیں کہ پردہ غلاف سے پار ہو کر بہشت کو دیکھ لیتی ہیں۔ خدا کے پیارے بندے ستائے جاتے ہیں لیکن اس لئے نہیں کہ وہ برباد ہوں جس طرح قوم عاد اور ثمود برباد ہوئی۔ بلکہ اس لئے کہ ان کے روحانی قویٰ شگفتہ ہوں ان کے مدارج کی ترقی ہو۔ ان کے وجود میں جو خوبیاں چھپی ہوئی ہیں وہ کھل پڑیں۔ وہ رگڑے جاتے ہیں اس طرح جیسے صندل کہ اس کی خوشبو پھیلے وہ پیسے جاتے ہیں۔ جیسے مہندی کہ اس کی عزت بڑھے۔ خدائی راہ پر چلنے والے تمام بزرگان اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ رنج و مصیبت اٹھانا دنیاداروں کے ہاتھوں سے ذلیل ہونا۔ بہتان اور تہمتوں کا نشانہ بننا ان کو خدا سے قریب کرتا رہا ہے۔ جوں جوں ان پر ناحق ظلم کیا جاتا تھا۔ اسی قدر وہ رحمت الٰہی کے جوش کو اپنی طرف دیکھتے تھے۔ ہاں یہ صحیح ہے کہ دنیاداروں نے انہیں نہایت بے رحمی سے کوڑے مارے ہیں لیکن اندرونی روحانی سرور نے ان کو کوڑے کی چوٹ سے بے پرواہ کر دیا ہے وہ دار پر چڑھائے جاتے ہیں ان کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔ ان کی زبان کاٹ ڈالی جاتی ہے لیکن وہ اپنے محبوب ازلی کی روحانی عنایتوں کو بارش کی طرح اپنی طرف دیکھ کر ہنستے ہیں اور ظالموں کے غصے کو اور بھڑکاتے ہیں۔ ظالم حیران ہوتے ہیں کچھ سمجھ نہیں سکتے تو کہنے لگتے ہیں یہ شخص دیوانہ ہے ہاں بے شک دیوانہ ہے لیکن کس کا؟ دنیا کا نہیں خدا کا۔ خدا یہ دیوانگی سب کو عطا کرے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادِ رفتگاں

محترم ابّا جان مرحوم کی یاد میں

مکرم میاں عبدالرزاق صاحب جوہر آباد

مکرم و محترم والد صاحب میاں حاجی عبدالرحمٰن صاحب آف پنڈی چیری ضلع شیخوپورہ نے ۹/۸ جون ۸۳ء کی درمیانی شب کو داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ مورخہ ۹ جون بعد نماز مغرب حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے البیت المبارک میں نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

آپ کے متعلق ایک مضمون محترم ابا جان میاں روشن دین صاحب کی طرف سے روزنامہ الفضل کی اشاعت مورخہ ۱۵ر فروری ۱۹۸۴ء میں آچکا ہے۔ یہاں مرحوم کے اپنی اوصاف کا قدرے تفصیل سے ذکر کرنا مقصود ہے جو ہمیشہ دلوں کو گرماتے رہیں گے۔

جب سے اس عاجز نے ہوش سنبھالا، وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ میں نے اپنے پیارے ابا جان میں محبت الٰہی۔ محبت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ حضرت اقدس مسیح موعود کی حقانیت اور دعویٰ پر غیر متزلزل یقین خلافت احمدیہ سے والہانہ وابستگی جو شروع میں مشاہدہ کی اسے روز افزوں ارتقائی رفعتوں سے ہمکنار ہوتے دیکھا۔ گویا بلوغت سے ہی ان امور میں انہماک آپ کی طبیعت میں رچا بسا ہوا تھا اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ جس کو چاہے اپنے خاص فضل سے عطا کر دیتا ہے۔ ان اوصاف حمیدہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو رقیق القلبی راست گفتاری، دیانتداری۔ غض بصر صدق و صفا، پاکدامنی، خشیت، قبولیت دعا جیسی انمول نعمتوں سے نوازا۔ ان امور کی طرف آپ نے اولاد کو بھی احسن رنگ میں توجہ دلائی اور احمدیت کو تمام نعمتوں سے بڑھ کر نعمت کا تصور دل و جان میں بٹھایا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی رضا کی جنتوں میں ٹھنڈے سایوں تلے جگہ دے۔ آمین۔

حضرت مسیح موعود کے شمائل اور ذکر پاک سے آپ کے دعوے کی مطابقت کا ذکر بہت پیارے اور دلنشیں انداز میں کرتے۔ سیدنا حضرت اقدس کے وجود مقدس کو تصور میں لا کر آمَنَّا وَصَدَّقْنَا کہتے اور اشکبار ہو جاتے گویا ایک حصار عافیت کا دیدار تصدیق قلب سے کیا ہے۔

محبت رسول مقبول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق آپ کی طبیعت میں زبردست جوش اور عقیدت پائی جاتی تھی اور اس کی بجا آوری کے لئے کثرت سے درود شریف زندگی بھر معمول رہا۔ قصیدہ یا عین فیض اللہ والعرفان ..... الخ تک باآواز بلند اور خوش الحانی سے پڑھتے۔ فجر کی نماز کے بعد تلاوت قرآن مجید اور مذکورہ بالا دونوں چیزوں کا ورد اور ساتھ مناجات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

خُذْ بِلُطْفِكَ يَا إِلٰهِي
مَنْ لَهُ ذَرَّةٌ خَلِيلٌ ..... الخ

تک پڑھتے اور ایسا سماں بندھ جاتا گویا رحمت خداوندی کو جوش میں لا رہے ہوں۔ کمرہ بقعۂ نور بن جاتا اور دیر تک اس مجلس وجد آفریں سے روح اور قلب کی پاکیزگی کا سامان میسر آجاتا۔ آپ کی یہ صبح کی نشست اور صحبت صالحین اچانک خاموش ہو گئی۔ اور ایسا غم دے گئی کہ اگرچہ آپ کو ہم سے جدا ہوئے ۱۲ سال گذر چکا ہے پھر بھی یوں لگتا ہے کہ ابھی کل ہی بات ہے۔

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
بوئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

محبت قرآن مجید کے تقاضے کے تحت آپ، قرآن مجید بہت توجہ روانی، خوش الحانی اور اعراب کا خوب خیال رکھ کر پڑھتے اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی برکت سے عالمانہ طبیعت عطا کی تھی۔ جس کی وجہ سے محاسن قرآن مجید سمجھنے اور بیان کرنے پر خاصا عبور حاصل تھا۔

روزمرہ تلاوت میں منزل کے علاوہ منتخب سورتیں بھی تلاوت کرتے جن میں سورۃ فاتحہ، آیت الکرسی، سورۃ مریم سورہ رحمٰن، سورہ مزمل شامل ہوتیں۔ انبیاء علیہم السلام کی پاکیزہ صفات پڑھ کر تزکیہ قلب حاصل کرتے تکالیف اور آزمائشوں والے مضامین بیان کرتے بوجہ رقت قاصر ہو جاتے۔ واقعہ خواب حضرت ابراہیم علیہ السلام اس عاجز نے آپ سے کئی بار سنا جس میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی خدائے ذوالجلال کی راہ میں دینے کا ذکر ہے آپ دوران تذکرہ ہی اشکبار جاتے بڑی مشکل سے مکمل کر پاتے۔ اپنے قلب کو نور پاک قرآن سے منور کرتے اور اکثر جذبات ہو کر قرآن مجید کو سینے سے لگا لیتے اور درود و سلام بھیجتے اس محسن اعظم پر جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے دنیائے عالم کو ظلمت سے نکال کر روشنی سے روشناس کرانے کے لئے یہ چشمۂ فیض جاری فرمایا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

آپ نے اولاد میں قرآن مجید کی تعلیم عام کرنے کی سعی مشکور فرمائی اور قرآن مجید کی تعلیم اور محاسن پیش کرنے میں درثمین منظوم کلام حضرت مسیح موعود جو آپ کو زبانی یاد رہتا تھا بہت زیادہ مفید اور مددگار ثابت ہوا۔

حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہٗ کا دور خلافت۔ آپ کو بھرپور حد تک دیکھنے اور اس جلال الٰہی کے ظہور کے موجب وجود پر پروانہ وار فدا ہونے حد درجہ پیروی، اطاعت اور لبیک سیدی لبیک علی فور پر کہنے کا موقع ملا تھا اور اپنی جھولیوں کو فیوض ربانی سے بھرا۔ ۱۹۳۶ء میں جب اکناف عالم میں دین حق کی ترویج کے لئے تحریک جدید کے قیام کے ذریعہ ایک نئے باب کا اضافہ ہوا تو اس میں میرے پیارے ابا جان بھی پہلے پانچ ہزار مجاہدین کی صف میں شامل ہوئے۔ اور تحریک جدید کے چندے کی ادائیگی میں علاوہ دوسرے چندوں کے آخر وقت تک پیش پیش رہے۔ پیشگوئی المصلح الموعود کے ایک ایک لفظ پر غور کرتے اور جماعت کی ترقی اور دین حق کی عالمگیر فتوحات کو آپ کی طرف منسوب کرتے۔ آپ کی تقاریر جلسہ سالانہ کے اقتباس زبانی یاد کر لیتے اور آئندہ جلسہ سالانہ تک عزیز و اقارب اور احباب میں ان تقاریر کا ذکر چلتا رہتا۔ دیہاتی لوگوں میں عام فہم زبان پنجابی میں مافی الضمیر پیش کرنے پر قدرت حاصل تھی جس سے جماعتی و پر خاصے فوائد حاصل ہوئے۔

آخر میں یہ عاجز والد صاحب مرحوم و مغفور کے آخری خط کا ایک حصہ نقل کر کے مضمون ختم کرتا ہے۔ یادوں کا تو ایک سیل رواں ہے۔ قارئین کرام سے عاجزانہ درخواست دعا ہے کہ والد صاحب مرحوم کی بلندی درجات کے لئے دعا کریں نیز میرے چھوٹے اور بڑے بھائیوں کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں والدین مرحومین کی دعاؤں کا وارث بنائے رکھے۔ ہمیں ایسی خدمت کی توفیق بخشے جس سے اس کے دین کی شوکت دنیا میں ظاہر ہو اور ہر طرح کے شر سے محفوظ رکھے اور حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

والد محترم کا ایک خط

پیارے بیٹے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثالث، صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کی وفات نے دل کو بے قرار کر دیا ہے۔ آنسو رکنے میں نہیں آتے ان کی سب کوشش نظر آ رہی ہے اللہ تعالیٰ ان کی تیار کردہ سکیموں کو حضرت میاں طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ کے وجود سے مکمل کروائے۔ ایک پہیلی لکھ رہا ہوں۔ صحیح جواب دینے والے بچے کو پانچ روپے انعام۔

تاجدار۔ ہفت کشور آفتاب شرق و غرب
بادشاہ ملک و ملت ملجا ہر خاکسار
خوش رہو بچو پیارے بچو خوش رہو۔

والسلام

عبدالرحمٰن بقلم خود۔

چندہ وقف جدید اور ناصرات

وقف جدید کا دفتر اطفال کا چندہ ناصرات کے لئے ایک لازمی چندہ قرار دیا جا چکا ہے۔ لیکن سال کے آخر پر جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض لجنات نے کما حقہ اس طرف توجہ نہیں دی۔ اس لئے تمام لجنات کی صدروں اور سیکرٹریان ناصرات سے التماس ہے کہ وہ فوراً اپنے چندہ کا جائزہ لیں کہ تمام ناصرات نے اپنا سال کا چندہ ادا کر دیا ہے یا نہیں اور وہ مرکزی دفتر کو بھجوایا جا چکا ہے یا نہیں۔ جنہوں نے ابھی چندہ ادا نہیں کیا ان سے وصولی کریں اور کوشش کریں کہ آپ کے حلقہ یا گاؤں یا شہر کی کوئی بچی اس میں شمولیت سے محروم نہ رہے۔ اسی طرح نئی مجاہدات یعنی سو روپے دینے والی بچیوں کی تعداد میں بھی اضافہ کرنے کی کوشش کریں۔ اس چندہ کی آخری تاریخ ۳۱ر دسمبر ۱۹۸۴ء ہے۔ چندہ کی وصولی کے بعد یہ رپورٹ بھی بھجوائیں کہ آپ نے یکم جنوری ۱۹۸۴ء سے ۳۱ر دسمبر ۱۹۸۴ء تک ناصرات وقف جدید کا کتنا چندہ بھجوایا ہے اور کس کے ذریعہ تا اس کا مرکزی دفتر سے مقابلہ کیا جا سکے۔

(صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ)

(آسمانی رشتوں کی قسم)
بقیہ صفحہ ۲

ایک بیٹے نے شاہی منصب قبول کر لئے تھے۔ یہ امر امام صاحب کے نزدیک دینی مصالح کے خلاف تھا۔ اس لئے آپ نہ ان دونوں کے پیچھے نماز پڑھتے اور نہ ان کے ہاں کا کھانا کھاتے۔

ایک دفعہ امام صاحب تین دن کے فاقے سے تھے۔ گھر میں کھانے کو کچھ نہ تھا۔ کسی پڑوسی سے آٹا قرض لیا۔ بیوی نے دیکھا کہ آپ بہت بھوکے ہیں تو جلد جلد آٹا گوندھ کر آپ کے بیٹے صالح کے ہاں سے جہاں تنور جل رہا تھا۔ روٹی پکا لائیں۔ امام صاحب نے اتنی جلدی آجانے کا سبب پوچھا تو بیوی نے واقعہ بیان کیا اور بتایا کہ صالح کے ہاں سے روٹی پکا لائی ہوں۔

یہ سن کر فرمایا۔ اسے میرے سامنے سے لے جاؤ۔ پھر فرمایا کہ میرے مکان سے میرے بیٹے صالح کے ہاں جانے کا دروازہ بھی بند کر دیا جائے۔

(سیرت آئمہ اربعہ صفحہ ۵۶۳)

ایک دفعہ حضرت فضیل بن عیاضؒ اپنے فرزند کو گود میں لئے پیار کر رہے تھے۔ اس معصوم نے کہا کہ ابا! کیا تم کو میں پیارا لگتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں۔ پھر لڑکے نے پوچھا کہ خدا تعالےٰ بھی پیارا لگتا ہے۔ اور اس کو بھی دوست سمجھتے ہو۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں۔ تب لڑکے نے کہا کہ ابا جان ایک دل میں دو محبوب نہیں رہ سکتے۔ یہ سن کر غیرت حق کے باعث آپ نے لڑکے کو علیحدہ کر دیا۔ اور ذکر الٰہی میں مصروف ہو گئے۔ قرآن کریم کے اس ارشاد کی کیسی والہانہ تفسیر ہے۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْھِکُمْ اَمْوَالُکُمْ وَلَآ اَوْلَادُکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ۔

(المنافقون۔ ۱۰)

کہ اے ایمان والو! تمہیں تمہارے مال اور اولادیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں۔ اور جو لوگ ایسا کریں گے وہی گھاٹا پانے والے ہوں گے۔

ایک دن ایک شکستہ حال بڑھیا نے مامون الرشید کے دربار میں آکر یہ شکایت کی کہ ایک ظالم نے میری جائیداد چھین لی ہے۔ مامون نے کہا کس نے اور وہ کہاں ہے؟ اس نے اشارہ سے بتایا کہ آپ کے پہلو میں۔ مامون نے دیکھا۔ خود اس کا بیٹا عباس تھا۔ وزیر اعظم کو حکم دیا کہ شہزادے کو بڑھیا کے برابر لے جا کر کھڑا کر دے اور دونوں کے اظہار سنے۔ شہزادہ عباس رُک رُک کر آہستہ آہستہ گفتگو کرتا تھا۔ لیکن بڑھیا کی آواز بے باکی کے ساتھ بلند ہوتی جاتی تھی۔ وزیر اعظم نے روکا کہ خلیفہ کے سامنے چلّا کر گفتگو کرنا خلاف ادب ہے مامون نے کہا نہیں۔ جس طرح چاہے آزادی سے کہنے دو۔ سچائی نے اس کی زبان تیز کر دی ہے اور عباس کو گونگا بنا دیا ہے۔ آخر مقدمہ کا فیصلہ بڑھیا کے حق میں ہوا۔ اور جائیداد واپس دلا دی گئی۔

(المامون۔ ۱۱۵)

(جاری ہے)

نیکی کو سنوار کر ادا کرو

● - "تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔" (کشتی نوح صفحہ ۲۰)

● - "نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے۔ اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے۔ مگر یہ برگزیدہ نبی جو ہمیشہ کے لئے زندہ ہے" (کشتی نوح صفحہ ۲۱)

● - "اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالےٰ کو دیکھتے ہو اور اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پورا کرو اور ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی مانع نہیں وہ حج کرے۔

نیکی کو سنوار کر ادا کرو اور بدی کو بے زار ہو کر ترک کرو یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا جو تقویٰ سے خالی ہے ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے جس عمل میں یہ جڑ ضائع نہیں ہوگی وہ عمل بھی ضائع نہیں ہوگا۔"

(کشتی نوح صفحہ ۲۲، صفحہ ۲۳)

● - "نیکی کو سنوار کر ادا کرو اور بدی کو بے زار ہو کر ترک کرو یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا جو تقویٰ سے خالی ہے۔ ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے۔ جس عمل میں یہ جڑ ضائع نہیں ہوگی۔ وہ عمل بھی ضائع نہیں ہوگا۔"

(کشتی نوح صفحہ ۲۳)

(مرسلہ:۔ نظارت اصلاح وارشاد)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ممبرات لجنہ اماء اللہ کے تعلیمی نصاب کیلئے ایک کتاب

مکرمی مولانا دوست محمد صاحب شاہد کا نیا کتابچہ سیدۃ النساء حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی سوانح پر مشتمل لجنہ اماء اللہ نے شائع کروایا ہے جو لجنہ کے نصاب میں بھی داخل کیا گیا ہے تمام لجنات یہ کتاب دفتر لجنہ مرکزیہ سے منگوائیں۔ تا ہنیں اسے پڑھیں اور اپنی زندگی کیلئے اسے مشعل راہ بنائیں۔

(صدر لجنہ اماء اللہ)

ولادت

میرے بیٹے عزیزم ظفر احمد سلمہٗ کو پہلے بیٹے کے بعد اللہ تعالیٰ نے بیٹی عطا کی ہے۔ جس کا نام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے از راہِ شفقت "ریحانہ" تجویز فرمایا ہے۔ بزرگان سلسلہ اور احباب جماعت بچی کی درازیٔ عمر اور صحت کے لیے نیز والدین کے لیے قرۃ العین ہونے کی دعا فرما کر ممنون فرماویں۔

(بشیر احمد نظام دارالرحمت وسطی ربوہ)

سیکرٹریانِ تحریکِ جدید

تحریکِ جدید کے نئے سال کا اعلان مورخہ ۲۶ اکتوبر کو ہو چکا ہے۔ برادرِ کرام جلد از جلد وعدہ جات لے کر ارسال کریں۔ اگر مطبوعہ فارم نہیں ملے تو سادہ کاغذ پر ہی وعدہ جات لکھ کر ارسال کر دیں مگر دفاتر کی تقسیم یعنی دفتر اوّل۔ دوم۔ سوم ضرور درج کریں۔

(وکیل المال اوّل)

اعلان نکاح

میری بچی عزیزہ مریم صدیقہ کا نکاح مکرم منظور احمد صاحب ابن بشیر احمد۔ آف قادر آباد بیراج ضلع گوجرانوالہ سے مبلغ ۵۰۰۰ روپے حق مہر پر مورخہ ۱۶/۱۱/۸۴ بعد نماز عصر مکرم فضل احمد صاحب شاہد مربی سلسلہ احمدیہ نے بیت الحمد یادگار میں پڑھایا۔ احباب جماعت اور بزرگانِ سلسلہ خاندان حضرت مسیح موعود کی خدمت میں عاجزانہ درخواستِ دعا ہے اللہ تعالیٰ یہ تعلق جانبین کے لیے بابرکت کرے آمین۔

(بابا عبدالرحمٰن کارکن نظارت مال ربوہ)

ماہنامہ "انصار اللہ" کا ہر احمدی گھرانہ میں ہونا ضروری ہے: سالانہ چندہ بیس روپے (منیجر ماہنامہ "انصار اللہ" ربوہ)

برٹش کونسل سکالرشپس

چارلس ویلیس ٹرسٹ ایوارڈ ۸۶/ ۱۹۸۵ء

برٹش کونسلز سکالرشپ سکیم اور چارلس ویلیس ٹرسٹ کے تحت درج ذیل شعبوں میں بیرونِ ملک وظائف کے اجراء کے لئے جو کہ برطانیہ میں قابلِ ادائیگی ہوں گے درخواستیں مطلوب ہیں۔

۱۔ انگلش لینگویج ٹیچنگ۔
۲۔ ایجوکیشنل مینجمنٹ اینڈ ایڈمنسٹریشن۔
۳۔ سائنس ایجوکیشن۔
۴۔ بیسک سائنٹیفک ریسرچ اینڈ میتھیمیٹکس
۵۔ دی فائن آرٹس
۶۔ دی ہیومینٹیز یعنی ہسٹری انتھروپالوجی وغیرہ۔
۷۔ اکنامکس سوشیالوجی اور بزنس ایڈمنسٹریشن
۸۔ کمپیوٹر سٹڈیز

یہ ایوارڈز عام طور پر صرف ایک سال کے لئے ہوں گے تاہم بعض صورتوں میں چھ ماہ سے دو سال تک اسٹڈی کی اضافی مدت پر بھی غور کیا جائے گا۔

ایوارڈز میں برطانیہ تک اور واپسی کرائے، ٹیوشن/ریسرچ فیس اور مینٹی نینس الاؤنس شامل ہے۔

مطلوبہ تعلیمی قابلیت۔

۱۔ عمر۔ یکم جنوری ۱۹۸۵ء کو ۲۵ اور ۳۵ سال کے درمیان ہونی چاہیئے۔
۲۔ ایم۔ اے/ایم۔ایس۔سی یا ایم ایڈ فرسٹ ڈویژن مع بی۔اے/بی۔ایس۔سی/بی ایڈ کم سے کم سیکنڈ ڈویژن کے ساتھ خصوصی صورتوں میں زیرِ غور آسکتے ہیں۔
۳۔ یکم دسمبر ۱۹۸۴ء کو کم از کم ۳ سال کا پیشہ ورانہ تجربہ رکھتے ہوں۔

درخواست فارم برٹش کونسل کی درج ذیل لائبریریوں/دفاتر سے دستیاب ہیں۔

۔ لائبریری : سوک سینٹر نزد میلوڈی سینما اسلام آباد۔
۔ آفس لائبریری : ۲۰۔ بلیک (BLEACK) ہاؤس روڈ پی او بکس ۱۰۴۱۔ کراچی۔
۔ آفس لائبریری : ۳۲۔ مزنگ روڈ پی او بکس نمبر ۸۸ لاہور
۔ آفس لائبریری : ۳۵۔ شارع قائد اعظم پی او بکس نمبر ۴۱ پشاور کینٹ۔

فارم ذاتی طور پر یا بذریعہ ڈاک ایک ذاتی پتہ لکھا ہوا لفافہ میں جس پر ڈاک ٹکٹ چسپاں ہوں ارسال کر کے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ درخواست فارم باقاعدہ طور پر مکمل کر کے برٹش کونسل کے مندرجہ بالا کسی ایک دفتر کو واپس کر دیئے جائیں۔ درخواست فارم ۱۵ر دسمبر ۸۴ء تک لازماً واپس کر دیئے جائیں۔ ان کے ساتھ کالج اور یونیورسٹی لیول تک تمام تعلیمی سرٹیفکیٹوں کی مصدقہ نقول لف ہوں۔

انٹرویوز کراچی، لاہور، اور اسلام آباد میں منعقد ہوں گے۔ انٹرویو کے لئے امیدواروں کو مناسب وقت پر مطلع کیا جائے گا۔ ایسے حضرات جنہوں نے گذشتہ تین سالوں کے دوران بیرون ملک ٹریننگ حاصل کی ہو۔ وہ درخواست دینے کے اہل نہ ہوں گے۔

(بحوالہ روزنامہ جنگ راولپنڈی ۱۶ر نومبر ۱۹۸۴ء)

کم از کم پانچ ہزار واقفین عارضی بنائیں

امرائے اضلاع، مربیانِ سلسلہ و صدرانِ جماعت توجہ فرمائیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نور اللہ مرقدہٗ کی یہ شدید خواہش تھی کہ:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"جماعت احمدیہ کی عام تربیت کے معیار کو بلند کرنے کے لئے ..... کم از کم پانچ ہزار واقفین عارضی ہمیں ملنے چاہئیں"

تمام امرائے اضلاع، مربیان سلسلہ اور صدران جماعت احمدیہ پاکستان کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اس سلسلہ میں ذاتی دلچسپی لیتے ہوئے اپنے رفقائے کار اور کارکنان کے ذریعہ ایک مہم کی صورت میں زیادہ سے زیادہ دوستوں کو اس مبارک تحریک میں حصہ لینے کی تلقین فرمائیں اور ان سے فارم وقف عارضی پُر کروا کر ارسال فرمائیں۔ نیز اپنے اپنے حلقہ جات کو بھی اس طرف توجہ دلائی جائے ..... بہنوں کو یہ سہولت حاصل ہے کہ وہ اپنی جائے رہائش پر رہتے ہوئے بھی وقفِ عارضی کر سکتی ہیں انہیں کسی دوسری جماعت میں نہیں بھجوایا جاتا۔

امید ہے کہ جملہ عہدیداران جماعت اس طرف فوری توجہ فرما کر ممنون فرمائیں گے

جزاکم اللہ احسن الجزاء

فارم وقف عارضی نظارت ہذا یا مقامی مربی صاحب سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

(ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد تعلیم القرآن وقف عارضی ربوہ)

"اِیَّاکُمْ وَالْحَسَدَ فَاِنَّہٗ یَاْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ۔" (ابوداؤد)

حسد سے پرہیز کرو کیونکہ وہ نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ ایندھن کو کھا جاتی ہے۔

الفضل دنیا بھر میں پڑھا جاتا ہے اور اس طرح آپ کے اشتہارات کی بھرپور اشاعت ہوتی ہے

سستے کپڑے کا ڈپو

کراچی سے فلالین پرنٹ، نیا کپڑا شیشہ ڈائمنڈ سرما کیلئے نیا سٹاک لائیلہ لیڈیز سوٹنگ آگیا ہے جرسی کرونیکل اک عرض پر ۲ میٹر سوٹ ۴۴/- روپے
" پرنٹ وسادہ ایک عرض - ۱۶/- میٹر
فائیو سٹار فیروز سفید ۵۰۰۰ ہزار ۲۵/- ۱۲ میٹر
نیا کپڑا شیشہ ڈائمنڈ ۱۸/- روپے ۲۲/۴۰ میٹر

کوئٹہ کلاتھ ہاؤس

نزد ریلوے پھاٹک
انیس مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ

برائلر مرغ دستیاب ہے

ہمارے پولٹری فارم میں کثیر تعداد میں برائلر مرغ دستیاب ہے۔ خواہشمند احباب رابطہ قائم کریں:
عبدالباقی قریشی و طارق بٹ مرغ فروش
رحمت بازار - ربوہ

پلاٹس برائے فوری فروخت

دارالعلوم شرقی ربوہ میں دس دس مرلہ کے دو پلاٹس قابل فروخت ہیں۔
بالمشافہ رابطہ قائم کریں۔
(۱) بیگم ملک لال خاں
D-2 پیپلز کالونی فیصل آباد۔
(۲) مکان نزد تحریک جدید ربوہ۔

حضرت حکیم نظام جان کے فرزند اور جانشین
حکیم انوار احمد جان
۵-۶-۷- دسمبر
دواخانہ حکیم نظام جان چوک اقصیٰ ربوہ میں مطب فرمائیں گے
منیجر دواخانہ حکیم نظام جان، کالج روڈ چوک اقصیٰ ربوہ: فون: 558

حیوانات کی ادویات

اکسیر سرکن (خونی پیشاب) اکسیر اپھارہ، اکسیر بندش، اکسیر کنار، اکسیر منہ کھر، اکسیر گل گھوٹو، اکسیر واہ، اکسیر ٹک، اکسیر دودھ، اکسیر سوزش پستان، اکسیر گلٹی پستان 21 کیپسول 21 روپے اور تریاق زیرباد وغیرہ جملہ ادویات حیوانات بحساب -/3 فی پیکٹ بازار سے دستیاب ہیں تفصیلات کے لئے کیور ٹیو ویٹرنری گائیڈ 2 روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب کریں
کیور ٹیو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ
پاکستان۔ لاہور۔ کراچی۔ ہیڈ آفس بازار ربوہ
فون ۶۰۷/۶۰۶